تصنیفاتِ رشادی:(۶)

کیا ماہِ صفر منحوس ہے؟

مولانا غیاث احمد رشادی

حسبِ فرمائش

محترم محمد منیر الدین صاحب نظام آبادی

ناشر

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵

واحدنگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔انڈیا۔فون وفیاکس:040-24551314

ویب سائٹ:www.rashadibooks.com

ای میل garashadi@gmail.com

مصنف سے تحریری اطلاع کے بعد اس کتاب کی اشاعت کی اجازت ہے

نام کتاب	کیا ماہ صفر منحوس ہے؟
نام مصنف	**مولانا غیاث احمد رشادی**
تعدادِ صفحات	......۳۰......
تعدادِ اشاعت	ایک ہزار دوسرا ایڈیشن صفر ۱۴۲۷/ھ
کمپیوٹر پروسس	محمد مجاہد خان، رشادی کمپیوٹر سنٹر، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد
قیمت	Rs.10/- روپئے

ناشر

مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر آسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵

واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔انڈیا۔فون وفیاکس: 040-24551314

ویب سائٹ: www.rashadibooks.com

ای میل: rashadibooks@reddif.com

ملنے کے پتے

- مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر اسوسی ایشن، رجسٹر نمبر۔۶۷۵،
  واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد۔فون:24551314
- ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد۔
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- فرید بک ڈپو، نئی دہلی، ممبئی، مدراس
- کلاسیکل آٹوموٹیو، 324 C.M.H. Road، اندرانگر، بنگلور۔
- رشادی بک سنٹر، مسجد باگ سوار، مجسٹک، بنگلور-
- ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد
- محمد مجاہد خان، نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد۔سیل: 9985359583

فہرست مضامین

- پہلی نظر — ۴
- توحید کا تقاضہ کیا ہے؟ — ۶
- ماہ صفر صِفر نہیں مظفر ہے — ۷
- ماہِ صفر زمانۂ جاہلیت میں — ۸
- ماہِ صفر دورِ حاضر کے جاہلوں کی نگاہ میں — ۹
- تیرہ تیزی — ۱۰
- موجودہ دور کے توہمات — ۱۱
- آخری چہار شنبہ — ۱۵
- شگون کیا چیز ہے؟ — ۱۵
- نیک شگون لینا جائز ہے؟ — ۱۶
- بدشگونی کیوں ناجائز ہے؟ — ۱۷
- بدشگونی لینا شرک ہے — ۱۸
- بدشگونی لینا شیطانی کام — ۱۹
- بدشگونی لے کر اپنے کاموں کو مت روکو — ۲۰
- بدشگونی فرعونی خصلت — ۲۱
- بدشگونی بے حقیقت ہے — ۲۲
- جہلاء عرب کے توہمات — ۲۴
- طیرہ — ۲۵
- ھامہ......صفر — ۲۶
- نوء — ۲۷
- غول......عیافہ......طرق — ۲۸
- نجومی سے فال کھلوانا — ۲۹
- قرآن کریم سے فال کھلوانا — ۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی نظر

ہر ذی شعور مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس حقیقت کو بغیر تامل وتردد کے تسلیم کرلے کہ اس کو وہی بات ماننی چاہئے جو یقینی اور معتبر ہواور ایسی باتوں سے پرہیز کرنی چاہئے جو غیر یقینی اور غیر معتبر ہواور یہ حقیقت ہے کہ جب معاشرہ میں جہالت کی وجہ سے من گھڑت اور بے اصل باتیں داخل کردی جاتی ہیں تو معاشرہ داغدار اور معیوب ہوجاتا ہے۔

ہندوستان کے بعض علاقوں کی بدنصیبی یہ رہی کہ انہیں خالص اسلامی ماحول نہ ملا، ان کی صحبتیں اکثر اہلِ ہنود سے رہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جاہل اور ناواقف مسلمان ہندوانہ رسوم و رواج اور توہمات و خیالات سے مرعوب ہوگئے ، یہاں تک کہ وہ باطل رسومات وعقائد جو غیروں سے متعلق تھے وہ مسلمانوں کے نزدیک جزوِ لاینفک بن گئے۔ ان باطل عقائد میں ایک مہلک اور خطرناک عقیدہ توہم پرستی کا ہے جس کا شکار جاہل مسلمان ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ان کا ایمان کھوکھلا اور یقین متزلزل ہوچکا ہے، ان کی توہم پرستی کو بغور دیکھنے کے بعد زمانۂ جاہلیت کے وہ رسوم یاد آتے ہیں جن کو نبی برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے پیروں تلے روند ڈالا تھا اور فرمایا تھا کہ:

اِلاَ اِنَّ اَمَرَ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِىْ مَوْضُوْعٌ ○

افسوس اور ناقابلِ بیاں افسوس اس نرالے اور جاہل طبقے پر جو ایک طرف محبتِ رسول کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسری طرف حضور ﷺ کے روندے ہوئے رسومات وخیالات کو زمین سے کرید کر نکالتا ہے اور انہیں زندہ کرکے اپنے بے داغ معاشرہ کو داغدار بنا کر خوش ہوتا ہے، پھر طرّہ یہ کہ نعرۂ رسالت کے فلک شگاف نعرے بلند کرتے ہوئے اپنی جھوٹی محبت کا اظہار بھی کرتا ہے، **یَا لَلْعَجَبُ**

تف ہے اس پرخطر مگر پرجوش عقیدت پر!

حسرت اور شدت حسرت کے ساتھ میں یہ بات کہوں گا کہ اس طبقہ نے سنت کے

نام پر بدعات کی جو ترویج کی ہے اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔

ان خود ساختہ طریقوں کو جب جاہلوں نے داخل اسلام کرلیا ہے تو اہلِ علم کی یہ ذمہ داری ہے کہ اُمت کے ان افراد کو ان اغلاط سے آگاہ کریں اور قرآن مجید و احادیثِ شریفہ کی روشنی میں عام فہم انداز میں حق بات کو آشکار کریں تاکہ عنداللہ مسئول نہ رہیں۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی ایسے توہم پرستوں کے وجود نے مجھ کو مجبور کیا کہ اس پر مختصر رسالہ تحریر کروں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبولیت سے نوازے اور ہر عام و خاص تک اس آواز کو پہنچائے اور خصوصاً اس طبقہ کے شدت پسند افراد تک یہ رسالہ پہنچے جو محض جیب اور پیٹ کے بھرنے کی خاطر ان رسومات کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

احقر نے توہم پرستی کے خلاف قلم اٹھایا ہے تاکہ یہ حقیقت اس کتاب کے ہر پڑھنے والے پر واضح ہوجائے کہ توہم پرستی زمانۂ جاہلیت کی یادگار ہے، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

عاجز و عاصی

غیاث احمد رشادی

توحید کا تقاضہ کیا ہے؟

اسلام نے سب سے پہلے شرک کو مٹانے کی تعلیم دی ہے، بلکہ شرک کے اسباب کو بھی مٹادینے کی تعلیم دی ہے، تاکہ یہ شرک اپنی جڑ سے ہی مٹ جائے اور اس کا وجود ہی نہ رہے، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے، اور یہ ہمارا ایمان وایقان ہے کہ ہر چیز اللہ کی قدرت اور اس کے ارادے سے وجود میں آتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی موثرِ حقیقی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز کو موثرِ حقیقی سمجھتا ہے اور کسی اچھی یا بری چیز کے حاصل ہونے پر اس کی نظر کسی اور کی طرف ہی جانے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی نگاہ ہی ہٹ جاتی ہے تو اسی کا نام شرک ہے۔

آیئے اس اصول کو تسلیم کر لینے کے بعد ہم موجودہ توہمات پر نظر ڈالیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں مہینہ یا فلاں دن کی نحوست سے انسان کے ارادے ناکام ہوجاتے ہیں اور انسان نامراد ہوجاتا ہے، یا فلاں ستارے کے فلاں منزل پر پہنچنے سے نقصانات اور بلائیں آتی ہیں تو کیا آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کریں گے کہ یہ توحید پرست ہے؟ نہیں! بلکہ آپ فوراً کہیں گے کہ یہ تو مشرک ہے اس لئے کہ اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف جارہی ہے ایسی صورت میں ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ۔

کیا قرآن مجید نے ہمیں آگاہ نہیں کیا کہ: قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ کہہ دو کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے یعنی اسی کے ارادے اور اسی کی قدرت سے ہوتی ہے؟

کیا ہم سب اللہ کو کافی ووافی یقین کرتے ہوئے یہ کلمات اپنی زبان سے بار بار نہیں کہتے کہ حَسْبُنَا اللّٰهِ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔

کیا ہم ایمانِ مفصل پڑھتے ہوئے یہ نہیں کہتے وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ہر قسم کی اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

ان سب اصولوں کو جاننے اور تسلیم کرلینے کے باوجود ہمارے عقیدے باطل قوموں کے نقش قدم پر کیوں ہیں اور ہم کیوں ستاروں کی منزلوں پر نظریں جمارہے ہیں اور مہینوں کی نحوست کا یقین کرتے ہوئے اپنی تقریبات کو مقدم و مؤخر (آگے پیچھے) کررہے ہیں؟۔

آیئے اب ہم تسلیم ورضا کے جذبات کے ساتھ اپنا قدم بڑھائیں اور یہ عہد کریں کہ ہم آریوں ، جینیوں ، ہندووں ، ہریجنوں ، یہودیوں ، نصرانیوں، عیسائیوں اور انگریزی تعلیم یافتہ دہریوں نیز بدعقیدہ بدترین ٹولیوں کے باطل اور فرسودہ خیالات و توہمات کو ہرگز نہیں مانیں گے اور وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ کا قانون اپنے دلوں میں اور پوری دنیا میں زندہ رکھیں گے۔

نیز ہم مسلمان ہیں اور دوسرے مذاہب کی نگاہوں میں ہم داعی کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم اپنے پاک اور بے عیب مذہب کی دعوت دینگے اور دیتے رہیں گے اور دیگر اقوام کو مدعو کریں گے اور کرتے رہیں گے اور ہم کبھی دیگر اقوام کے لئے مدعو بن کر ذلیل ورسوا نہیں ہونگے اور کسی بھی مذہب سے مرعوب ہوکر قعرِ ذلت میں نہیں پڑیں گے۔

ہم اپنے رب سے توفیق مانگتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ ہم اپنے عہد پر بغیر توفیق الٰہی کے قائم و دائم نہیں رہ سکیں گے۔

ماہ صفر صِفر نہیں مظفر ہے

صفرالمظّفر قمری سال کا دوسرا مہینہ ہے جو محرم کے بعد اور ربیع الاول سے پہلے آتا ہے بعض ناواقف لوگ ماہ صفر کے بارے میں یوں زبان درازی کرتے ہیں کہ ماہ صفر کا ہر کام صفر ہوتا ہے اسی لئے بعض علاقوں میں ماہ صفر میں شادی بیاہ ، پرمسرت تقاریب ، دکان یا مکان کی افتتاح وغیرہ منعقد کرنے سے گریز کرتے ہیں اور یوں کہا کرتے ہیں کہ صفر کی شادی صفر ہوتی ہے، حالانکہ اسلام میں کوئی مہینہ ایسا نہیں ہے جو اپنے اندر اس قسم

کے عیوب ونقائص رکھے، سال کا ہر مہینہ اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو منحوس سمجھنا اور منحوس کہنا یقیناً بدعقیدگی اور زبان درازی ہے۔

وہ لوگ جو ماہ صفر کو ماہ صِفر (زیرو) کہتے ہیں انہیں ہم دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ صِفر کا معنی ڈکشنری میں دیکھ لیں، صِفر اگر عدد کی داہنی جانب ہو تو سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں سے زیادہ کا معنی دیتا ہے اور وہی صِفر اگر عدد کی بائیں جانب ہو تو صِفر (زیرو) ہی کے معنی دیتا ہے۔ دراصل خرافات وتوہم پرستی کے قائل طبقہ کا تعلق بائیں جانب (اصحاب الشمال) سے ہے اس لئے وہ صِفر مراد لیتے ہیں اور وہ ماہ صفر کو بھی صِفر ہی کہتے ہیں اور ہم اہل حق موحدین اور منکرین توہم پرستی کا گہرا تعلق سیدھی جانب (اصحاب الیمین) سے ہے اس لئے ہم صِفر سے عدد کی سیدھی جانب کا صِفر مراد لیتے ہیں اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں خوبیاں ماہ صفر میں حاصل ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ اہلِ بدعات کی تضاد بیانی پر بھی ہم نظریں دوڑائیں تو ہمیں محسوس ہوگا کہ یہ لوگ ایک طرف ماہ صفر کو منحوس مہینہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نامراد مہینہ ہے جس میں بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ دوسری طرف اپنے کیلنڈروں میں صفر کو ماہِ صفر المظفر لکھتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ماہ صفر کامیابی کا مہینہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ماہ صفر کامیابی اور خیر کا مہینہ ہے۔ جس مہینہ کو ظفریاب، فتح منداور کامیاب مہینہ بنایا گیا ہو اس کو اپنی توہم پرستی کی بنیاد پر منحوس سمجھنا یقیناً ناقدری نعمت ہے زبان سے منحوس اور قلم سے مبارک اور فتح مند کہنا تضاد بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟۔

ماہِ صفر زمانۂ جاہلیت میں

زمانۂ جاہلیت میں صفر سے متعلق جہلاء عرب کے عجیب وغریب، من گھڑت اور بے اصل مختلف توہمات وخیالات تھے جن میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

ایک وہم اہلِ عرب کا یہ تھا کہ صفر سے مراد وہ سانپ ہے جو انسان کے پیٹ میں

ہوتا ہے اور بھوک کی حالت میں انسان کو ڈستا ہے، چنانچہ بھوک کی حالت میں جو تکلیف محسوس ہوتی ہے وہ اسی کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔

بعض جہلاء عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ صفر سے مراد پیٹ کا وہ جانور ہے جو بھوک کی حالت میں بھڑکتا اور جوش مارتا ہے اور یہ جانور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے بسا اوقات اس کو جان سے بھی مارڈالتا ہے۔

بعض جہلاء عرب صفران کیڑوں کو کہتے ہیں جو جگر اور پسلیوں کے سرے میں پیدا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کا رنگ بالکل پیلا پڑ جاتا ہے جس کو طب کی اصطلاح میں یرقان کہا جاتا ہے۔

بعض جہلاء عرب صفر کے مہینہ سے بدفالی بھی لیا کرتے تھے، ان کا یہ گمان تھا کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔

ماہِ صفر دورِ حاضر کے جاہلوں کی نگاہ میں

زمانۂ جاہلیت کی طرح بلکہ اس سے بھی چند قدم آگے بعض ہندوستانی مسلمانوں کے خیالات وتوہمات ہیں جن کا حقیقت سے بال برابر تعلق نہیں ہے، یہ ایسے توہمات و خیالات ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں، عموماً لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات پھنسی ہوئی ہے جو جلد نکل نہیں رہی ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس اور نامبارک مہینہ ہے، چنانچہ ماہِ صفر کے گزر جانے کے بعد یہ اپنی تقریبات شروع کرتے ہیں۔

بعض لوگ ماہِ صفر کی پہلی تاریخ سے تیرہ تاریخ تک کے دنوں کو بطورِ خاص منحوس اور نامبارک خیال کرتے ہیں، اس دن کے رسوم کو ہم ''تیرہ تیزی'' کے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔

سوال یہ ہے کہ ان توہمات وخیالات کو کس نے زندہ کیا اس کا جواب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ہندوستانی باطل تہذیب کی صحبتوں نے یہ ساری چیزیں دیہاتی اور جاہل

مسلمانوں کے ذہنوں میں بٹھادیں ، لیکن ان خیالات وتوہمات کو دبانے اور مٹانے کی ذمہ داری جن رہنماؤں پر تھی افسوس کہ انہوں نے ان توہمات کو اور زیادہ زندہ کیا ، میری مراد رہنماوں سے حقیقی رہنما نہیں ، بلکہ وہ جھوٹے رہنما ہیں جن کو جاہل اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں، اور یہ رہنما ان کی اس عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے اس قسم کی من گھڑت اور بے اصل روایتیں بھی پیش کرتے ہیں جس سے ماہِ صفر کو منحوس قرار دیا جاسکے، چنانچہ یہ مفاد پرست مُلّا ماہِ صفر کی نحوست کو ثابت کرنے کے لئے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے ماہِ صفر کے ختم ہونے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ صفر میں نحوست تھی اسی لئے تو حضور ﷺ نے صفر کے گزر جانے پر جنت کی بشارت دینے کا وعدہ فرمایا۔ اس روایت کے بارے میں جلیل القدر محدث ملا علی قاریؒ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب ''الموضوعات الکبیر'' میں لکھا ہے کہ یہ روایت موضوع اور بے اصل ہے اور اگر بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس حدیث میں اس بات کی صراحت کہاں ہے کہ ماہِ صفر منحوس ہے، بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح مان لینے کی صورت میں یوں تشریح کی ہے کہ چونکہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول میں ہونے والی تھی اور آپ وفات ﷺ کے بعد اللہ تعالی سے ملاقات کے مشتاق ومتمنی تھے جس کی وجہ سے حضور ﷺ یہ چاہتے تھے کہ ماہِ صفر جلد گزر جائے تا کہ اللہ تعالیٰ سے جلد ملاقات کرلوں۔ بہر حال ماہِ صفر بلاوں یا مصیبتوں کا مہینہ نہیں ہے بلکہ وہ کامیابی اور خیر کا مہینہ ہے کہ اس کو ماہِ خیر اور ماہِ ظفر قرار دیا گیا ہے۔

تیرہ تیزی

ماہِ صفر کی تیرہ تاریخ بعض علاقوں میں جہلاء کے نزدیک بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے، عموماً عورتیں ماہِ صفر کی بارہ تاریخ کی رات کو اپنے سرہانے چند عدد انڈے، تیل، ماش

کی دال ،وغیرہ وغیرہ رکھتے ہیں اور تیرہ صفر کی علی الصبح فقیروں میں صدقہ کردیتی ہیں ، حیدرآباد کے مختلف مسلم محلوں میں تیرہ صفر کی فجر سے قبل ہی سے فقیروں کی زبانوں سے یہ جملہ سننے کو ملتا ہے ’’آج تیرہ تیزی کا روز‘‘ جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صفر کی تیرہ تاریخ کو کثرت سے بلائیں اترتی ہیں، اس لئے ان بلاؤں کوٹالنے کی خاطر مختلف چیزیں صدقہ کی جاتی ہیں ، اسلام میں اس قسم کے وہم کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہ کسی دوسرے مذہب کی چیز ہے جس کو جہالت کی وجہ سے داخلِ اسلام کرلیا گیا ہے۔

موجودہ دور کے توہمات

بعض علاقوں میں جاہلوں کو دیکھا گیا کہ اگر حائضہ عورت مرجائے تواس کی قبر میں تدفین سے پہلے یا بعد چالیس گھڑے پانی ڈالتے ہیں ، ان کے عقیدہ کے مطابق حائضہ عورت نجس اور منحوس ہوتی ہے ، اس لئے باوجود تدفین سے پہلے غسل دینے کے اس کی قبر میں چالیس گھڑے پانی ڈال دیتے ہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے مصیبت آتی ہے یہ خیال بھی محض بے اصل ہے۔

بعض لوگ رات کے اوقات میں بعض جانوروں کے نام لینے کو برا خیال کرتے ہیں مثلاً سانپ کو ’’رسی‘‘ اور خنزیر کو ’’غلیظ جانور‘‘ کہتے ہیں ، حالانکہ رات کے وقت جانوروں کے نام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض لوگ کسی خاص وقت اور کسی خاص دن میں سفر کرنے یا کسی کام کو شروع کرنے کو منحوس خیال کرتے ہیں، جیسے منگل اور چہارشنبہ کے دن سفر کرنے کو لوگ برا سمجھتے ہیں حالانکہ اسلام میں کوئی دن منحوس نہیں ہے ۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سیدھی ہتھیلی میں خارش ہونے سے مال ملتا ہے، اور سیدھے تلووں میں خارش ہونے سے بھی مال ملتا ہے۔

بعض لوگ جب کسی جوتے پر جوتے کو چڑھا ہوا دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ سفر درپیش ہوگا، اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

بعض عورتوں کا گمان ہے کہ اگر کسی گھر کی دیوار پر کوا بولنے لگے تو مہمان آئیں گے۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔

بعض عورتیں اپنے بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے سیاہ تاگا باندھ دیتی ہیں یہ بھی محض توہم پرستی ہے، اس سے نظر بد پر کوئی اثر نہیں ہوتا البتہ قرآن مجید کی اس آیت سے نظرِ بد کو دور کیا جا سکتا ہے۔

وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون وما ھو الا ذکر للعالمین O

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ڈوئی (لکڑی کا بڑا چمچہ) چاٹنے والے کی شادی میں بارش ہوتی ہے یہ بھی محظ توہم ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جھاڑو مارتے وقت جس کو جھاڑو لگ جائے تو اس کا جسم سوکھ جاتا ہے، یہ بھی محض بے حقیقت خیال ہے۔

بعض لوگوں کے یہاں رواج ہے کہ جب کوئی کہیں جا رہا ہو اور اس کو پیچھے سے بلایا جائے تو وہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ مجھے پیچھے سے تم نے کیوں بلایا کیونکہ اب میرا کام نہیں ہوگا، حالانکہ پیچھے سے بلانے سے ناکام یا سامنے سے بلانے سے کامیاب ہونے کا خیال غلط ہے۔ کام میں کامیابی کا تعلق محنت، تدبیر اور تقدیر سے ہے۔

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ اگر کوئی سفر میں جا رہا ہو تو اس سے اگر کوئی دوسرا یہ پوچھے کہ ''کہاں جا رہے ہو'' تو وہ سفر کرنے والا برا مانتا ہے اس وقت میں بجائے کہاں جا رہے ہو کہ یہ جملہ بولتے ہیں کہ ''دور جا رہے ہو'' کہنے کو پسند کیا جاتا ہے اور کہاں جا رہے ہو کہنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ سفر کرنے والے کا سفر نامراد ہوگا۔

پچھلے زمانے میں عورتیں جب چکی پیستی تھیں تو چکی کا ہاتھ چھوٹ جاتا تو مہمان

کے آنے کا شگون لیتی تھیں یہ خیال بھی غلط ہے۔

بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ رکابی سے آٹا اڑنے لگے تو گھر میں مہمان آئیں گے یہ اتفاقی چیزیں ہیں مہمان سے نہ آٹے کا تعلق ہے نہ چکی کا۔ مہمان کے آنے کا تعلق میزبان کی محبت و الفت سے ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت میں مرغا اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اچھا نہیں ہے یہ پیٹ بھرو بوڑھیوں کی خودساختہ باتیں ہیں حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

بعض لوگ تیسرے دن کے چاند دیکھنے سے منع کرتے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ تیسری تاریخ کا چاند دیکھنا نقصان دہ ہے۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔ لوگوں نے اپنے اعمال کی نحوست کو چاند تک پہنچا دیا ہے۔

بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر مرغی بانگ دے تو اسے فوراً ذبح کرنا چاہئے۔

بعض علاقوں میں یہ غلط عقیدہ ہے کہ اگر کسی ایک بیمار کے لئے دو آدمی حکیم یا ڈاکٹر کو بلانے جائیں تو بیمار تندرست نہیں ہوگا۔ یہ بھی غلط بات ہے۔

بعض علاقوں میں یہ بھی رواج ہے کہ نئی دلہن کنویں پر پانی لینے جائے تو دلہن کے ہاتھ سے کنویں پر چراغ جلا دیا جاتا ہے پھر پانی لایا جاتا ہے بغیر چراغ جلائے دلہن کے پانی لینے کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔

بعض لوگ جھاڑو کھڑی رکھنے کو معیوب سمجھتے ہیں۔

بعض لوگ منگل کے دن ناخن اور بال نکالنے کو منحوس خیال کرتے ہیں۔ بعض لوگ الٹی چپل پڑی ہوئی دیکھ کر کہتے ہیں کہ الٹی چپل کے اوپر سے لعنت جاتی ہے۔

بعض لوگ شعبان میں شادی کرنے کو ناجائز اور منحوس سمجھتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ شعبان میں ہوئی شادی سے دلہا اور دلہن سُکھ اور خوشی میں نہیں رہتے۔

بعض لوگ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے درمیان شادی نہیں کرتے ایسا سمجھنا بھی غلط ہے۔

بعض لوگ منگل اور چہارشنبہ کو سرمہ لگانا ناجائز سمجھتے ہیں، حالانکہ ہفتہ کے سارے دنوں میں سرمہ لگانے کی اجازت ہے۔

بعض لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں، لڑکوں کی پیدائش پر خوش ہونا امرِ طبعی ہے، لیکن لڑکیوں کی پیدائش کو یا لڑکیاں پیدا کرنے والیوں کو منحوس سمجھنا شریعت کے خلاف ہے۔

بعض لوگ عورتوں کو کالے اور نیلے رنگ کے کپڑے یا چوڑیاں پہننے سے منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ فلاں رنگ کے کپڑے پہننے سے مصیبت آجاتی ہے، یہ محض غلط خیال ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

بعض توہمات شیعہ حضرات سے بھی سنّی حضرات کو ملے ہیں، جن میں ایک امام ضامن باندھنے کا سلسلہ ہے، یہ طریقہ حیدرآباد میں بہت زیادہ ہے، اس رسم کی تفصیل یہ ہے کہ جب کسی کے رشتہ دار سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو ان کے بازوؤں پر امام ضامن باندھا جاتا ہے۔ بازاروں میں امام ضامن کی خوبصورت مختلف رنگوں پر مشتمل پٹیاں ملتی ہیں۔ سفر کو نکلنے سے عین قبل امام ضامن باندھا جاتا ہے اس امام ضامن میں مختص رقم رکھی جاتی ہے تاکہ وہ سفر میں ضرورت پڑے تو استعمال کرلے اور جب سفر مکمل ہو تو خرچ نہ کرنے کی صورت میں صدقہ کردے، اس رسم میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ جب یہ امام ضامن باندھا جائے گا تو مسافر محفوظ رہے گا، یہ محض خودساختہ رسم ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بعض لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہی اچھے قطعات دیکھنے کو ضروری سمجھتے ہیں ان کے نزدیک نماز پڑھنا اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ اٹھتے ہی اچھے کلمات لکھے ہوئے قطعات دیکھنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ہزاروں توہمات موجودہ معاشرہ میں موجود ہیں جن کا احاطہ یقیناً مشکل ہے انشاءاللہ آئندہ دیگر توہمات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

آخری چہار شنبہ

بعض لوگ خاص کر دیہاتی ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کو ایک عید مناتے ہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی طرح آخری چہارشنبہ بھی ان کے نزدیک عید کا دن ہوتا ہے اس دن نئے کپڑے پہنتے ہیں اور مزدوروں کو چھٹی دی جاتی ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضورﷺ نے صحت کا غسل فرمایا تھا اس خوشی میں وہ عید مناتے ہیں، حالانکہ ماہ صفر کے آخری ایام تو حضورﷺ کی بیماری کے ایام ہیں کہ ان دنوں میں آپﷺ کے مرض وفات کی ابتداء ہوئی بعض لوگ اس دن گھروں میں اگر مٹی کے برتن ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں اور اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے بنوا کر اس دن کی نحوست سے بچنے کیلئے لوگوں کو دیتے ہیں اور اپنے جیب بھرنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔

بعض علاقوں میں اس دن مرد اور عورت پردہ اور حیا کو بالائے طاق رکھ کر میدانوں اور تفریحی مقامات کو چلے جاتے ہیں، ان کے خیال کے مطابق اس دن یہ ضروری ہے کہ آدمی ہری گھاس پر چلے اور وہاں پہنچ کر جھولا جھولتے ہیں اور ہنسی مذاق کرتے ہیں اور خوشی خوشی شام کو واپس ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں آخری چہارشنبہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کی ان توہمات وخرافات سے حفاظت فرمائے۔

نوٹ: توہم پرستی کے علاوہ بدفالی کا رواج بھی ہندوستان میں بہت زیادہ ہے۔ اس لئے اس بارے میں بھی چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

شگون کیا چیز ہے؟

شگون دراصل فال کو کہتے ہیں، اور شگون لینے کا مطلب یہ ہے کہ کسی اچھی یا بری چیز کو دیکھ کر اپنے کام کے ہونے یا نہ ہونے کی توقع پیدا ہونا، شگون دو طرح کا ہوتا ہے، ایک نیک شگون، اور دوسرا بدشگون، جس کو نیک فالی اور بدفالی بھی کہتے ہیں، نیک شگون

کا مطلب یہ ہے کہ کسی اچھی بات کو سننا یا کسی اچھی چیز کو دیکھنا اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع پیدا کرنا، مثلاً کوئی شخص بیمار ہو اور اس بات کے تردد میں ہو کہ صحت پاؤں گا یا نہیں اور اس حالت میں وہ کسی کہنے والے سے سنے کہ ''یا سالم'' (اے سلامتی پانے والے) اس لفظ سے بیمار یہ نیک شگون لے کہ میں بیماری سے سلامتی پا جاوں گا۔

اور بدشگونی یا بدفالی کا مطلب یہ ہے کہ کسی بری بات کو سن کر یا بری چیز کو دیکھ کر اپنے کام میں اس کو رکاوٹ سمجھنا اور اس کام کو یہ سمجھ کر چھوڑ دینا کہ اب یہ کام نہیں ہوگا، حدیث کی اصطلاح میں اسی کو طیرۃ کہتے ہیں۔

نیک شگون جائز اور بدشگون ناجائز ہے اس کی وجہ آگے آرہی ہے۔

کیا نیک شگون لینا جائز ہے؟

نیک شگون یا نیک فال لینا محمود و مستحسن بلکہ مستحب ہے، چنانچہ حضور ﷺ کثرت کے ساتھ اور خاص طور پر لوگوں کے ناموں اور جگہوں کے ذریعہ اچھی فال لیتے تھے، نیک فال لینے میں دل کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے اچھائی اور بھلائی کی اُمید پیدا ہو جاتی ہے، اور دل میں اچھائی اور بھلائی کا خیال آتا ہے، ظاہر ہے کہ جب اچھائی کا خیال دل و دماغ پر سوار ہو جاتا ہے تو آدمی میں ہمت پیدا ہو جاتی ہے، اور دنیا کے اہم کاموں میں کامیابی کا حاصل کرنا ہمت پر موقوف ہے، یہ اور بات ہے کہ نفع کے حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے لئے نیک فالی معتبر سبب نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کے نیک فالی لینے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کے خیال کے مطابق کامیابی ہی نصیب ہو۔

عن ابی ہریرہؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا طیرۃ و خیرھا الفال قالوا وما الفال قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعھا احدکم (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدشگونی بے حقیقت ہے، اس سے بہتر تو وہ اچھی فال ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ فال کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے عرض کیا کہ وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص سنے (اور اس سے اپنی مراد پانے کی توقع پیدا کرے)۔

اس حدیث سے ہماری اس تقریر کا ثبوت مل رہا ہے کہ حضور ﷺ نے نیک فالی کو بہتر قرار دیا، معلوم ہوا کہ نیک فالی اگر خیر ہے تو بدفالی شر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

بدشگونی کیوں ناجائز ہے؟

عن ابن عباسؓ کان رسول اللہ ﷺ یتفاء ل ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن o

حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اچھی فال لیتے تھے اور شگون بد نہیں لیتے تھے، نیز آپ اچھے ناموں کے ذریعہ فال لینے کو پسند فرماتے تھے۔

عن انسؓ ان النبی کان یعجبہ اذا خرج لحاجۃ ان یسمع یاراشد یانجیح o

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی کام کے لئے باہر نکلتے تو آپ کو یہ اچھا معلوم ہوتا کہ کسی کی زبان سے یہ سنیں اے راشد! اے نجیح! یعنی کسی کام کے لئے جاتے وقت اس طرح کے نام والفاظ سننا نیک فالی ہے۔

عن بریدہؓ ان النبی ﷺ کان لا یتطیر عن شیئی فاذا بعث عاملا سال من اسمہ فاذا عجبہ اسمہ فرح بہ ورؤی وشئیی ذالک فی وجھہ واذا دخل قریۃ سال من اسمھا فاذا اعجبہ اسمھا فرح بہ ورؤی بشیئی ذالک فی وجھہ و ان کرہ اسمھا رؤی کراھیۃ ذالک فی وجھہ o

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی چیز سے شگون بد نہ لیتے تھے اور جب کسی عامل (کارکن) کو روانہ کرنے لگتے تو اس کا نام دریافت کرتے اگر اس کا نام اچھا ہوتا تو آپ ﷺ اس سے خوش ہوتے اور آپ ﷺ کی خوشی آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتی اور اگر اس کا نام برا معلوم ہوتا تو اس سے آپ کی ناگواری آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہوتی، اسی طرح جب آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس بستی کا نام پوچھتے اگر آپ کو اس کا نام اچھا معلوم ہوتا تو اس سے خوش ہوتے اور آپ کی خوشی آپ کے چہرہ سے ظاہر ہوتی اور اگر اس کا نام برا معلوم ہوتا تو اس سے آپ کے چہرہ مبارک پر ناگواری ظاہر ہوتی۔

آپ ﷺ نے نیک شگون لیا ہے اور ساتھ ہی بدشگون لینے کو بُرا بھی بتلایا ہے۔ آخری حدیث سے جو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بُرے نام سے حضور ﷺ کو ناگواری ہوتی تھی تو اس سے یہ ثابت نہیں آتا کہ حضور ﷺ نے بدشگونی لی ہو، بلکہ کسی بھی بُرے نام کو سن کر ناگواری کا ہونا فطری بات ہے۔

بدشگونی لینا شرک ہے

عن عبد اللہ بن مسعودؓ عن رسول اللہ قال الطیرۃ شرک قالہ ثلثا وما منا الا ولکن اللہ یذھبہ بالتوکل (رواہ ابوداود والترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بدشگونی لینا شرک ہے، یہ بات تین مرتبہ فرمائی اور ہم میں سے جو بھی شخص ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس پر بھروسہ اور اعتماد کرنے سے روک دیتا ہے۔

احادیث کی کتابوں میں آپ کو ایسی حدیثیں بکثرت ملیں گی کہ کسی ایک ہی بات کو حضور ﷺ نے تین تین مرتبہ بیان کیا ہو، اگرچہ کہ کسی بات کو ایک مرتبہ کہہ دینے سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود تین مرتبہ کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر

وہ قابل عمل بات ہوتو اس کی اہمیت معلوم ہواور اگر وہ قابل ترک عمل ہوتو اس کی مذمت معلوم ہو، حضور ﷺ نے یہ جملہ ’’بدشگونی لینا شرک ہے‘‘ تین مرتبہ بیان فرما کر اپنی اُمت کو اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ ہر ایک کو اس بُرے عمل سے گریز اور پرہیز کرنا چاہئے۔

اس حدیث کے آخری جملہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ کسی کام کے ارادے کے وقت کسی بُری چیز کو دیکھ کر دل و دماغ میں کوئی وہم اور تردد پیدا ہوجائے تو اس وہم اور تردد پر قطعاً بھروسہ اور اعتماد نہیں کرنا چاہئے ، بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل و یقین رکھتے ہوئے اس کام کو مکمل کرنا چاہئے ، حاصل کلام یہ ہے کہ بدشگونی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرنے سے محروم رہتا ہے۔

’’بدشگونی لینا شرک ہے‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشرکین کا طور طریقہ ہے اور ان کے عادات میں سے ہے اور شرک خفی کا موجب ہے۔ ہاں ! اگر پورے یقین کے ساتھ بدشگونی لے گا اور اس پر کامل اعتقاد ہوگا تو ظاہر ہے کہ یہ کفر کے حکم میں ہے۔

بدشگونی لینا شیطانی کام

عن قطن بن قبیصة عن ابیه ان النبی ﷺ قال العیافة والطرق والطیرة من الجبت (رواہ ابوداود)

حضرت قطن بن قبیصہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عیافہ، طرق اور شگون بد لینا یہ سب چیزیں ’’جبت‘‘ میں سے ہیں۔

عیافہ ، طرق اور شگون بد لینے کے بارے میں جو تفصیل ہے ہم اسی حدیث کی روشنی میں ’’بدشگونی بے حقیقت ہے‘‘ کے عنوان کے تحت بیان کریں گے یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ بدشگونی لینا شیطانی کام ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے عیافہ، طرق اور شگون بد کا تذکرہ فرما کر نشاندہی فرمائی کہ یہ سب چیزیں جبت میں سے ہیں۔

جبت سحر (جادو) اور کہانت (فال گوئی) کے معنی میں ہے۔بعض حضرات کہتے

ہیں کہ جبت کے معنی ہر وہ چیز جس میں بھلائی نہ ہو، یا وہ چیز جو اللہ کے سوا پوجی جائے، یعنی شرک، اور بعض حضرات کے نزدیک جبت شیطان کے کام کو کہتے ہیں۔

حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ ''بدشگونی وغیرہ جبت میں سے ہیں'' کا مطلب یہ ہوا کہ جادو اور کہانت کا اسلام میں جو حکم ہے وہی حکم بدشگونی کا بھی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جادو اور فال گوئی سب شرک کے کام ہیں۔ اللہ کے محبوب بندے شیطان کے دشمن ہوتے ہیں، اور اللہ کے دوست ہوتے ہیں، اس لئے انہیں اللہ والوں کے کام کرنا چاہئے۔

بدشگونی لے کر اپنے کاموں کو مت روکو

عن عروۃ بن عامرؓ قال ذکرت الطیرۃ عند رسول اللہ ﷺ قال احسنھا الفال ولا ترد مسلما فاذا رای احدکم ما یکرہ فلیقل اللھم لایاتی الحسنات الاانت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (رواہ ابوداود)

حضرت عروہ بن عامرؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بدشگونی کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہترین صورت اچھی فال ہے، اور یاد رکھو کسی مسلمان کو شگون بد اس کے مقصد وارادہ سے باز نہ رکھے، یعنی کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرے، اور پھر کسی چیز کو بدشگونی سمجھ کر اس کام سے باز رہے اور جب تم میں سے کوئی شخص ایسی چیز کو دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللھم لا یاتی الحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ٥

اس حدیث سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ بدشگونی کو بنیاد بنا کر محض شک و

تردد کی وجہ سے کسی بھی کام کو چھوڑ دینا نہیں چاہئے ، بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہوئے اور یقین کرتے ہوئے (کہ اچھائیوں کو لانے والا بھی اللہ ہی ہے اور برائیوں کو دور کرنے والا بھی اللہ ہی ہے) اپنے کام کو جاری رکھنا چاہئے ، اسی لئے حضور ﷺ نے ایسے موقعوں پر مذکورہ دعا پڑھ لینے کا حکم دیا تاکہ آدمی بُرے عقیدہ سے محفوظ رہے۔

بدشگونی فرعونی خصلت

فاذا جاء تهم الحسنة قالوا لنا هذه وان تصبهم سيئة يطيروا بموسى ومن معه ○ (الاعراف : ۱۳۱)

پھر جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی برائی تو نحوست بتلائے موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کی۔

جب فرعون اور اس کی قوم نے حق کے انکار اور حضرت موسیٰ کی مخالفت پر کمر باندھ لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قحط سالی اور پھلوں کی کم پیداواری کے عذاب میں مبتلا کر دیا، اس بدبخت قوم نے اس سے بھی عبرت حاصل نہ کی اور یوں زبان درازی کی کہ یہ قحط اور کم پیداواری موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست کی وجہ سے ہے۔ **نعوذ باللّٰہ**

اپنے بُرے اعمال کی بدانجامی کو سمجھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کر لینے کے بجائے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور ان کے ساتھیوں کو قحط سالی کا سبب قرار دیا حالانکہ یہ سب ان کے بُرے اعمال کی نحوست کی وجہ سے تھا۔

اس آیت سے یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ اللہ کی مخلوق کو منحوس سمجھنا فرعونی خصلت ہے اللہ کے نیک بندے ان خرافات میں نہیں پڑتے۔

بدشگونی بے حقیقت ہے

عن سعد بن مالک رضؓ ان رسول اللہ ﷺ قال لا ھامة ولا عدوی ولا طیرة و ان تکن الطیرة فی شیئی ففی الدار والفرس والمراة (ابوداود)

حضرت سعد بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ہامہ کوئی چیز ہے نہ ایک سے دوسرے کو بیماری کا لگنا کوئی حقیقت رکھتا ہے اور نہ شگون بد میں کوئی حقیقت ہے، اگر کسی چیز میں شگون بد ہوتا تو گھر میں گھوڑے میں اور عورت میں ہوتا۔

قال رسول اللہ لا عدوی ولا طیرة ولا ھامة ولا صفر و فی روایة ولا نوء وفی روایة ولا غول ہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا چھوت کوئی چیز نہیں، بدفالی بھی کوئی چیز نہیں الو کی نحوست کوئی چیز نہیں، اورصفر کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کارتی و چھتر بھی کوئی چیز نہیں اورغول (جنات وشیاطین کی ایک قسم وجنس ہے) کی کوئی حقیقت نہیں۔

عن قطن بن قبیصة عن ابیہ ان النبی ﷺ قال العیافة والطرق والطیرة من الجبت ہ

قطن بن قبیصہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عیافہ، طرق اورشگون بد لینا یہ سب چیزیں جبت میں سے ہیں۔

ان تینوں روایتوں میں آٹھ الفاظ ایسے ہیں جو جہلائے عرب کے توہمات پر دلالت کرتے ہیں ان آٹھ توہمات کی تشریح اگلے مضمون میں ’’جہلائے عرب کے توہمات‘‘ کے تحت لکھی جائے گی۔

یہاں ہم حضور ﷺ کے اس فرمان پر صرف گفتگو کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی چیز میں شگون بد ہوتا تو گھر، گھوڑے اور عورت میں ہوتا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ **انما الشوم فی ثلث الفرس والمراۃ والدار** یعنی تین چیزوں میں نحوست ہے گھر گھوڑے اور عورت میں۔ دوسری روایت میں وہ تین چیزیں زمین، خادم اور گھوڑا بیان کی گئی ہیں۔ ان دونوں روایتوں سے تو یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ عورت گھوڑے اور گھر میں نحوست ہوتی ہے یا زمین، خادم اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے، لیکن اس مضمون میں جو سب سے پہلی روایت ابوداود کی ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نحوست تو کسی بھی چیز میں نہیں ہے، اگر نحوست کسی بھی چیز میں ہوتی تو گھر عورت اور گھوڑے میں ہوتی اور بعض روایتوں میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ مذکورہ چیزوں میں نحوست پائے جانے کا اعتقاد زمانۂ جاہلیت کے توہمات میں سے ہے۔

غرض یہ کہ اس سلسلے میں مختلف مفہوم کی روایتیں منقول ہیں، لہذا ان سب روایتوں کے درمیان مطابقت اس طرح پیدا کی جا سکتی ہے اور اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا جا سکتا ہے کہ شگون بد لینا اور کسی کو منحوس سمجھنا بالکل بے اصل بات ہے اور اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ کچھ چیزوں میں نحوست ہوتی ہے تو جو چیزیں ایسی ہیں جو اپنی بعض حیثیتوں کے اعتبار سے اس قابل ہیں کہ ان میں نحوست کا ہونا گمان کیا جا سکتا ہے اور ان کو نحوست کا محل قرار دیا جا سکتا ہے تو یہ مذکورہ چیزیں ہیں ورنہ اصلاً کسی بھی چیز میں نحوست نہیں ہے۔

لفظ شرط کے ساتھ جو حدیث بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نحوست تو کسی بھی چیز میں نہیں، اگر نحوست کا کوئی وجود و ثبوت ہوتا تو ان تینوں چیزوں میں ہوتا

کیونکہ یہی تینوں چیزیں نحوست کا موقع اور محل ہوسکتی ہیں، لیکن جب ان چیزوں میں بھی نحوست کا کوئی وجود نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نحوست سرے سے اپنا کوئی وجود ہی نہیں رکھتی۔

جہلاءعرب کے توہمات

پچھلے مضمون میں جو تین روایتیں لکھی گئی ہیں ان میں مجموعی طور پر آٹھ توہمات کا ذکر ہے ان میں سے ہر ایک کی تشریح کرتے ہیں تا کہ حقیقت سامنے آجائے۔

(۱) عدویٰ:

عدویٰ چھوت کو کہتے ہیں، جہلاءعرب یہ وہم رکھتے تھے کہ اگر کوئی شخص بیمار کے پہلو میں بیٹھ جائے یا اس کے ساتھ کھائے پیے تو وہ بیماری اس میں بھی سرایت کرجاتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس وہم کی تردید ''لاعدویٰ'' کہہ کر فرمادی کہ بیماری کا ایک دوسرے کو لگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

علماء لکھتے ہیں کہ عام طور پر طبیبوں کے نزدیک سات بیماریاں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کو لگتی ہیں۔ جذام، خارش، چیچک، آبلے، گندہ دہنی، (ایسی بیماری جس سے منہ میں بدبو آتی ہے) رمد، (ایک بیماری جس سے آنکھیں لال ہوجاتی ہیں) وبائی امراض۔

حضور ﷺ نے اس اعتقاد کی تردید فرمائی کہ بیماری کا ایک سے دوسرے میں سرایت کرنا اور اڑ کر لگنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا بلکہ بیماری کا آنا اللہ تعالیٰ کے اِرادے پر موقوف ہے کہ جس طرح پہلا شخص بیمار ہوا اسی طرح دوسرا شخص بھی بیماری میں مبتلا ہوسکتا ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں یہ واقعہ ہے کہ ایک دیہاتی نے جو اپنے

ناقص مشاہدے اور تجربہ کی بنا پر خارش کو متعدی بیماری سمجھتا تھا حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر (کہ کسی بیماری کا ایک دوسرے کو اڑ کر لگنے کی کوئی حقیقت نہیں) عرض کیا کہ یارسول اللہ تو پھر ان اونٹوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو ہرن کے مانند ریگستان میں دوڑتے پھرتے ہیں لیکن جب کوئی خارشی اونٹ ان میں مل جاتا ہے تو وہ دوسروں کو بھی خارش زدہ بنادیتا ہے ، حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تو یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ بنایا یعنی خارش پیدا ہونے کے لئے یہی ضروری نہیں کہ وہ کسی سے اُڑ کر لگے ، لہٰذا جس طرح ان تندرست اونٹوں میں آ ملنے والے خارش زدہ اونٹ میں خارش کا پیدا ہونا ، اللہ کی تقدیر اور قدرت کے نظام کے مطابق ہوتا ہے ، اسی طرح دوسرے اونٹوں کا خارش زدہ ہونا بھی اللہ کے حکم اور اِرادے سے ہوتا ہے۔

(۲) طیرہ:

طیرہ بدشگونی کو کہتے ہیں ، زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب عام طور پر اس طرح شگون لیتے تھے کہ جب وہ کوئی کام کرتے یا کسی سفر پر جانے کا اِرادہ کرتے تو کسی پرندے یا ہرن کو دوڑا دیتے اگر وہ سیدھی جانب میں اُڑ جاتا یا سیدھی طرف کو بھاگتا تو اس کو مبارک جانتے اور نیک فالی لیتے اور پھر اس کام کو شروع کرتے یا سفر پر روانہ ہو جاتے ، اور اگر وہ پرندہ یا ہرن بائیں جانب اُڑتا یا بائیں جانب کو بھاگتا تو اس کو منحوس سمجھتے اور اس سے بدفالی لیتے اور اس کام سے جس کا اِرادہ کیا ہے باز آ جاتے تھے۔

حضور ﷺ نے جاہلیت کی اس رسم کو ”**ولا طیرة**“ فرما کر تردید فرمادی چنانچہ کسی مسلمان کیلئے اس قسم کی رسم کو زندہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۳) ھامہ:

ھامہ اُلّو کی نحوست کو کہتے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب کا یہ تصور تھا کہ آدمی کی روح اُلّو میں حلول (داخل) کرتی ہے اور جہاں اُلّو بولتا ہے وہ گھر برباد ہوجاتا ہے۔

جہلاءِ عرب یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کو قتل کردیا جاتا ہے تو اس کے سر سے ایک جانور باہر نکلتا ہے اور وہ ہر وقت یہ فریاد کرتا رہتا ہے کہ مجھے پانی دو پانی دو تو وہ قاتل سے انتقام لینے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ جب قاتل خود اپنی موت سے یا کسی کے قتل کردینے سے مرجاتا ہے تو وہ جانور اُڑ کر غائب ہوجاتا ہے، اہلِ عرب اسی جانور کو ھامہ کہتے تھے۔

حضور ﷺ نے **ولا ھــــامة** فرما کر اس قسم کے عجیب وغریب توہمات کی بھی نفی فرمادی، اور ان خیالات کو فرسودہ اور بے اصل قرار دیا۔

(۴) صفر :

صفر کے بارے میں بھی جہلاءِ عرب کے مختلف خیالات تھے جن میں سے چند کا ہم نے ابتدائی صفحات میں تذکرہ کیا ہے، تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ مشرکین عرب زمانۂ جاہلیت میں ماہِ صفر کی آمد کو منحوس خیال کرتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ ماہِ صفر میں بلائیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں، قتل وغارت گری اور

حضور ﷺ نے **ولا صفر** فرما کر اس عقیدۂ باطلہ کی نفی فرمادی۔

(۵) نوء:

نوء کا مطلب ایک ستارہ کا غروب ہونا اور دوسرے ستارہ کا طلوع ہونا ہے، جہلاء عرب کے خیال میں بارش کا ہونا یا نہ ہونا ستاروں کے اسی طلوع وغروب پر موقوف ہے، جیسا کہ علم نجوم پر اعتقاد رکھنے والے لوگ کہا کرتے ہیں بارش کا تعلق پچھتروں سے ہے

کہ فلاں فلاں اگر فلاں فلاں تاریخ میں پڑ جائیں اوران تاریخوں میں بارش ہو جائے تو آگے چل کر برسات کے مہینوں میں فلاں فلاں تاریخوں میں بارش ہوگی۔

بعض نے لکھا ہے کہ نوء کی جمع انواء ہے جس کے معنی چاند کے ہیں، جہلاءِ عرب بارش کے آنے کو چاند کے منازل کی طرف منسوب کرتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ جب چاند فلاں فلاں منزلوں میں آتا ہے تو بارش یقیناً ہوتی ہے گویا ان کے نزدیک چاند کا ان منزلوں میں آنا بارش ہونے کیلئے موثر حقیقی کا درجہ رکھتا ہے اور یہ عقیدہ اسلام کے مزاج کے سراسر خلاف ہے، اس لئے کہ اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ بارش کا آنا یا نہ آنا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اِرادے پر موقوف ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی موثر حقیقی ہیں۔

اس لئے حضور ﷺ نے جہلاءِ عرب کے اس عقیدے کو وَلاَ نَوْءَ فرما کر نفی فرمادی۔ ظاہر ہے کہ جب بارش ہو اور آدمی کو ستارے کی اثر انگیزی تو یاد رہے وہ ان کا تذکرہ بھی کرے لیکن اس رب ذوالجلال کو بھول جائے جس نے بارش برسائی ہے تو اس طرز کو مومنانہ طرز نہیں کہا جاسکتا۔ اس کائنات میں اصل کارفرمائی اسباب وعلل کی نہیں بلکہ خداء بزرگ و برتر کے لطف واحسان کی ہے۔

ہاں ! اگر چاند کی منزلوں کو بارش کے آنے کا ظاہری سبب سمجھا جائے اور یہ یقین کرلیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ چاہیں تو اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی بارش برسائیں اور اگر چاہیں تو مطلق نہ برسائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

لیکن امام نوویؒ کہتے ہیں کہ بارش کے آنے کو چاند اور اس کی منزلوں کے ساتھ جوڑنا کافروں کا شعار ہے۔

(۶) غول :

غول جنات اور شیاطین کی ایک قسم اور جنس ہے، اہلِ عرب کا خیال تھا کہ جنگلات میں غول مختلف صورتوں اور شکلوں میں لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں اور ان کو راستہ بھلا دیتے ہیں اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اس خیال کو بے اصل قرار دیا اور فرمایا کہ ولا غول کہ غول کوئی چیز نہیں ہے۔

(۷) عیافہ:

عیافہ پرندوں کے ذریعہ فال لینے کی ایک خاص صورت کو کہتے ہیں، جہلاء عرب پرندے کو خاص طور پر اُڑا کر یا اس کے خود بخود اُڑنے کے وقت اس کی آواز کے ذریعہ نیک فالی یا بدفالی لیتے تھے، عام طور پر جہلاء عرب پرندوں کے نام کے اعتبار سے شگون لیتے تھے، مثلاً عقاب نامی پرندے سے عقوبت، غراب (کوے) سے غربت اور ہدہد کے ذریعہ ہدایت کی فال لیتے تھے۔ حضور ﷺ نے عیافہ کو شیطانی کام قرار دیا۔

(۸) طرق:

طرق کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں، جہلاء عرب میں فال لینے کی یہ بھی ایک شکل تھی، خاص طور پر عورتیں فال لیتے وقت کنکریاں مارتی تھیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ریت پر لکیریں کھینچنے کو طرق کہتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اس قسم کو بھی شیطانی کام قرار دیا، اللہ تعالیٰ اس قسم کے سارے توہمات سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

نجومی سے فال کھلوانا

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کاہن یا نجومی کے

پاس آیا اور اس سے کوئی بات پوچھی تو اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور جو کچھ کاہن نے بتلایا اس کی تصدیق کی تو محمدﷺ پر جو کچھ نازل ہوا اس کا اس نے انکار کر دیا۔(رواہ ابوداود)

آج کل جگہ جگہ نجومیوں، دست شناسوں اور عاملوں کے بڑے بڑے بورڈ لگے ہوئے ہوتے ہیں، جو وقفہ وقفہ سے سیاسی، معاشی اور دیگر معاملات سے متعلق پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں۔اور لوگ ان پر صدفی صد یقین بھی کر لیتے ہیں حالانکہ ان کی ان پیش گوئیوں پر یقین کرنا ناجائز ہے۔

بعض علاقوں میں شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر دست شناس اور نجومی دیواروں پر ایک پردہ لٹکائے بیٹھے ہوتے ہیں۔اور ان کے پاس تربیت یافتہ طوطے پنجروں میں بند ہوتے ہیں، مصیبت زدہ، پریشان حال، بے روزگار، مقروض اور دوسرے شہروں سے کمانے کیلئے آئے ہوئے سادہ لوح پردیسی مسلمان ان سے فال کھلواتے ہیں، واضح رہے کہ ان کے پاس فال کھلوانا اور اس مقصد سے جانا اور اس پر یقین کرنا سب ناجائز ہے۔

قرآن کریم سے فال کھلوانا

بعض علاقوں میں جب کسی شخص کے ہاں چوری یا کوئی ناگہانی مصیبت آجاتی ہے تو وہ عاملوں کے پاس پہنچتے ہیں اور جیب بھرو عامل قرآن کریم یا کسی اور کتاب سے فال نکالتے ہیں اور اس کے سچ ہونے پر پورا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ بالکل ناجائز ہے، قرآن

کریم نصیحت نامہ ہے، ہدایت کا سر چشمہ ہے، وہ قسم کھانے یا فال کھلوانے کیلئے نازل نہیں کیا جاتا ہے۔

اگر فال نکالنے والا بجائے چور کے کسی اور کا نام بتا دے تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم سے بدظنی اور بدگمانی ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ایمان بھی چلا جاتا ہے نیز اس میں قرآن کریم کی توہین ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی زمانۂ جاہلیت اور موجودہ زمانہ کے تمام خرافات و توہمات و خیالات سے حفاظت فرمائے اور ہمیں پیارے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

صحابہؓ کرام اور صحابیات کی تاریخ پر پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف محترم ابن عبدالشکور صاحب کا خط بنام مولانا غیاث احمد رشادی

محترم مولانا غیاث احمد رشادی

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی بخیر ہوں۔

خدا آپ کو ہمیشہ شاد وآباد اور خوش وخرم رکھے۔آمین۔

آپ کی کتاب **''دل اور دل کا سکون''** زیر مطالعہ رہی۔آپ کا طرز نگارش،اسلوبِ بیان اور انداز تحریر دل کو لبھا گیا۔آپ کی تحریر آپ کے دل کی آواز اور آپ کے دل کی پکار ہے۔

ٹھیک یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریر دل کی آواز بن کر لوگوں کے قلب کو جگانے اور اُن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب پھیرنے میں لگی ہوئی ہیں۔

اور مجھے یہ دیکھ کر بھی بے حد خوشی ومسرت حاصل ہوئی ہے کہ لوگوں کے دل آپ کی تحریر اور بیانات سے اتنے متاثر ہیں کہ مسجدوں اور منبروں پر آپ کی آواز سنائی دیتی ہے اور آپ وہاں پہنچ کر صدائے دل سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مطلوبہ شئی قلبِ سلیم اور قلبِ منیب کو ابھارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاک پروردگار سے یہی دعاء ہے کہ وہ تادم زیست اسی دولت سے ہمیں مالا مال رکھے اور یہی قلبِ سلیم وقلبِ منیب لے کر جب ہم اس کی بارگاہ میں پہونچیں تو ہمارے دل اور ہماری زبان پر ایک نام ہو......اللہ......اللہ......اللہ   والسلام......فقط

خاکسار

ابنِ عبدالشکور

مولانا غیاث احمد رشادی کی مختصر (۵۰) کتابوں کا سیٹ

پانچ جلدوں میں ...... ہر جلد میں دس کتابیں

خوبصورت ٹائیٹل، عمدہ کاغذ صرف -/Rs.495 میں

علماء کرام وخطباء عظام کیلئے خصوصی رعایت -/Rs.280

صرف اس پتہ پر دستیاب ہے..................

مکتبہ سبیل الفلاح (مسجد الفلاح)

16-9-408/P/45 #، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد - انڈیا

فون: 24551314، سیل نمبر: 9849064724

ملنے کے دیگر پتے

- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد
- دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد
- ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد

مدرسہ اسلامیہ دارالسعود، حیدرآباد اور اس کی تین شاخیں

مدرسہ اسلامیہ دارالسعود، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد کا ایک ممتاز علمی اِدارہ ہے جہاں غریب و نادار طلبہ کی بالخصوص تعلیم و تربیت کی جاتی ہے، یہ مدرسہ، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد میں واقع ہے، اس مدرسہ میں ہمہ وقتی چالیس طلبہ زیرِ تعلیم ہیں اور مسائی تعلیم میں تقریباً ساٹھ طلبہ زیرِ تعلیم ہیں، ہمہ وقتی و جزوقتی اساتذہ کی تعداد پانچ ہے۔ یہ مدرسہ جنوبی ہند کے ممتاز بزرگ عالمِ دین، امیر شریعت حضرت مولانا شاہ ابوالسعود احمدؒ کی یادگار میں انہی کے نام سے قائم ہے اور اس مدرسہ کو محدث جلیل حضرت مولانا مفتی محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس مدرسہ کو قائم ہوئے تین سال گزر چکے ہیں، جس میں شعبۂ ناظرہ، شعبۂ حفظ مع تجوید کے علاوہ شعبۂ دینیات بھی ہے، انگریزی اور حساب کی بقدرِ ضرورت تعلیم دی جاتی ہے۔ غریب طلبہ کے لئے مدرسہ کی جانب سے کپڑوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ اس مدرسہ کے کسی بھی طالب علم سے کسی بھی قسم کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ یہ سارے اخراجات اہل خیر کے تعاون سے پورے ہوتے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ دارالسعود کی تین شاخیں قائم ہیں، جن کی نگرانی مولانا غیاث احمد رشادی نائب صدر لجنۃ العلماء آندھرا پردیش فرماتے ہیں۔

مدرسہ کی پہلی شاخ تاج کرانہ اسٹور فرسٹ فلور، اعظم پورہ چمن میں قائم ہے، جہاں جزوقتی اور ہمہ وقتی میں تقریباً ساٹھ طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں اور دو اساتذہ برسرِ خدمت ہیں، مولانا شریف اللہ قاسمی اس کے نائب ناظم ہیں، یہاں بعض طلبہ سے فیس بھی لی جاتی ہے، مدرسہ کی دوسری شاخ اشرف نگر، نیو ملک پیٹ میں قائم ہے جس کے سرگرم رکن جناب امجد علی صاحب ہیں اس مدرسہ میں ہمہ وقتی و جزوقتی تقریباً تیس طلبہ تعلیم حاصل کررہے ہیں اور ان کے لئے ایک استاد کو مقرر کیا گیا ہے۔

مدرسہ کی تیسری مدرسہ سید شاہ معظم شہیدؒ کے نام سے کرما گوڑہ سعید آباد میں قائم ہے جس کے نائب ناظم مولانا مجتبیٰ عمران رشادی ہیں، اس مدرسہ میں ہمہ وقتی اور جزوقتی تقریباً چالیس طلبہ زیرِ تعلیم ہیں اور دو اساتذہ برسرِ خدمت ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ دارالسعود، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ اور اس کی تینوں شاخوں میں کل دو سو تیس طلبہ علمِ دین حاصل کررہے ہیں اور دس اساتذہ برسرِ خدمت ہیں۔